

## سخیوں کا جیمز بانڈ

1980 میں چارلس فینی سکون سے درمیانے درجے کے کیفے میں کافی پی رہا تھا۔ کپ سے نکلتی ہوئی بھاپ فضا میں آن دیکھے طریقے سے جذب ہو رہی تھی۔ ارڈگردوگوں کا جھوم تھا۔ فینی اکیلا بیٹھا ہوا گھری سوچ میں گم تھا۔ ایک سوال ذہن میں بار بار گھوڑے کی طرح سرپٹ بھاگ رہا تھا کہ ایک انسان کو زندگی گزارنے کیلئے کتنے پیسوں کی ضرورت ہے۔ انسان کو بہت زیادہ دولت کی کیوں ضرورت ہے۔ بار بار فینی کی نظر اخبار کی ایک تصویر پر پڑھی تھی جس میں ایک صاحبِ ثروت انسان، غریب لوگوں کی مالی مدد کر رہا تھا۔ چارلس فینی کے ذہن میں یہ بھی خیال بگولے کی طرح رقص کر رہا تھا کہ امیر لوگ، غریبوں کی مدد کرتے ہوئے ذاتی تشویش کو اہمیت کیوں دیتے ہیں۔ ذاتی آنا کو اتنا بڑا کرنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں۔ کیوں چاہتے ہیں کہ ہر طرف انکی نیکی اور فلاہی کام کا چرچا ہو۔ فینی نے کافی پیتے ہوئے کسی بھی بڑے انسان کی طرح نایاب فیصلہ کیا۔ فیصلہ تھا کہ اپنی ساری جائیداد خیرات کر دوں گا اور اسکی کسی قسم کی تشویش نہیں کروں گا۔ کسی کو معلوم ہی نہیں ہونے دوں گا کہ غریب لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے کچھ کیا ہے۔ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ فینی کی جائیداد کتنی تھی۔ اسکی مالی حیثیت کیا تھی۔ چارلس فینی آٹھ بلین ڈالر کی دولت کا واحد مالک تھا۔ یہ محیر العقول مالی وسعت انتہائی جائز طریقے سے حاصل کی تھی۔ نیویارک کے عام سے گھر میں رہنے والا شخص شہرت سے دور بھاگتا تھا۔ کوشش ہوتی تھی کہ کسی کو اسکے کام کے متعلق پتہ نہ چلے۔ 1980 ہی میں جس کیفے میں فینی نے عظیم فیصلہ کیا، اس سے چند بلاک دور، ایک اور امریکی شخص بھی اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ پیشے کے اعتبار سے تاجر تھا اور دنیا کی دولت کو دیوالی کی حد تک حاصل کرنا چاہتا تھا۔ نوجوان تاجر کا خیرات پر کسی قسم کا کوئی یقین نہیں تھا۔ اسکے ذہن میں تو ایک خط تھا کہ جو بھی کرو، اسکی کمال تشویش کرو۔ اگر کوئی بھی بھلا کام ہو جائے تو اسکو ذاتی بڑھاوے کیلئے استعمال کرو۔ اخلاقیات، غریب لوگوں پر خرچ کیا جائے۔ دولت کا توہر وقت مزالینا چاہیے۔ اس آدمی کا نام ڈونلڈ ٹرمپ تھا۔ 1980 کے ڈونلڈ ٹرمپ کے خیالات میں 2018 تک کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اس سے مکمل طور پر متضاد خیالات کے مالک چارلس فینی کے بغرض عملی عزم میں ابھی تک رتی برابر فرق نہیں آیا۔ فینی نے اپنی آٹھ بلین کی تمام جائیداد خاموشی سے مستحق لوگوں میں تقسیم کر دی ہے۔ خاموشی کا لفظ اسکی نیت کو مکمل طور پر ظاہر نہیں کرتا۔ فینی نے "رازداری" سے کام لیا ہے۔ اس سے بالکل متضاد شخص ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنا خیراتی ادارہ، ٹرمپ فاؤنڈیشن بند کر دیا ہے۔ کیا لوگوں کو اندازہ ہے کہ ٹرمپ کے خیراتی ادارے میں ایک دھیلہ بھی اسکا نہیں تھا۔ لوگوں سے جمع کیے گئے پیسے سے بھی وہ نیکی نہیں کما سکا۔ اس پر شدید انتہامات تھے اور ہیں کہ اس نے خیراتی ادارے سے اپنی ذات کیلئے ہر سہولت حاصل کی۔

اس سے پہلے کہ اپنے استدلال کو آگے بڑھاؤ۔ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ چارلس فینی نیویارک میں کرانے کے مکان میں رہتا ہے۔ اسکی عمر اکیاسی برس ہے۔ آج اسکی واحد جمع پونچی دوبلین ڈالر ہے۔ جان بوجھ کر آٹھ بلین ڈالر کو پاکستانی روپوں میں تبدیل نہیں کیا۔ اسلیے کہ رقم ہمارے سے بھی زیادہ بنتی ہے۔ یعنی کھربوں روپیہ یا ایک کھرب پاکستانی روپیہ۔ مجھے دلچسپی ہی نہیں ہے کہ پاکستانی کرنی

میں کتنے پیسے بنتے ہیں۔ اسلیے کہ ہماری کرنی کی ہمارے ملک کی طرح کوئی حیثیت نہیں۔ بے حیثیت قومیں ہر طریقے سے بے تو قیر ہوتی ہیں۔ بہر حال چارلس فینی بچپن سے بالکل امیر نہیں تھا۔ امریکی فضائیہ میں عام ساملازم تھا۔ فضائیہ سے باہر آنے کے بعد فینی کے دماغ میں چھوٹا سا کاروبار کرنے کا خیال آیا۔ مقامی ائیر پورٹ پرسکریٹ اور سگار کی ایک دکان کھول لی۔ یہ دنیا کی پہلی ڈیوٹی فری شاپ تھی۔ یہ کاروباری ماؤل پہلے کسی نے بھی استعمال نہیں کیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے امریکہ کے تمام ہوائی اڈوں پر ڈیوٹی فری شاپ بن گئیں۔ فینی کے پاس اتنی دولت آنے لگی، جس کا اسے کوئی اندازہ ہی نہیں تھا۔ قدرت کو شائد کوئی بڑا کام لینا تھا۔ اس پر ڈالر، بارش کے قطروں کی طرح برلنے شروع ہو گئے۔ ایک بلین سے دو بلین اور پھر آٹھ بلین کی دولت جمع ہو گئی۔ فینی نے ایک دن اپنی اہلیہ کو کہا کہ اسکو اتنی دولت بالکل نہیں چاہیے۔ وہ اسے لوگوں کی فلاں کیلئے خرچ کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح کے کسی کو بھی اندازہ نہ ہو سکے کہ وہ یہ نیک کام کر رہا ہے۔ پورے خاندان نے فینی کو مکمل طور پر سپورٹ کیا۔ 1982ء میں اس نے کمال رازداری سے پانچ سولین ڈالر، اٹلانٹک فاؤنڈیشن کو خیراتی کاموں کیلئے منتقل کر دیے۔

فینی کے دل کی وسعت کا اندازہ کجھے۔ تیس سال پہلے آر لینڈ چلا گیا۔ وہاں آزادی کی جنگ ہو رہی تھی۔ آئی آر۔ اے بم دھماکے اور لوگوں کو قتل کر رہی تھی۔ فینی مکمل طور پر غیر سیاسی شخص تھا۔ آر ش آرمی کو کہا کہ وہ دہشت گردی چھوڑ کر برطانوی حکومت سے مذاکرات کرے۔ امن قائم کرے۔ فینی ایک غیر تنازع شخص تھا۔ لہذا آر ش آرمی نے اسکی بات مان لی۔ مذاکرات شروع ہوئے اور وہاں امن قائم ہو گیا۔ فینی نے آر لینڈ میں بچوں کی تعلیم، سکولوں، یونیورسٹیوں اور درسگاہوں کو ایک ارب ڈالر کا عطا یہ دیا۔ اس نے ایک قوم کو جنگ سے دور کر کے انکے ہاتھ میں علم کی تواریخ دیدی۔ ایک روشنی جس نے پورے آر لینڈ کو بدل دیا۔ بات یہاں نہیں رکتی۔ فینی ویت نام چلا گیا۔ صرف اسلیے کہ وہاں کی حکومت اپنے مقامی لوگوں کو جدید طبی سہولتیں دینے میں ناکام ہو چکی تھی۔ یہ صرف بیس برس پہلے کی بات ہے۔ اس نے پورے ملک میں اپنی دولت سے بہترین ہسپتال اور طبی ادارے تعمیر کروائے۔ پورے ملک کے صحت کے نظام کو بہترین کر دیا۔ اس طرح فینی نے لاکھوں لوگوں کی زندگی بہتر بناؤالی۔ افریقہ میں اس نے اربوں روپیہ خرچ کے ملیریے سے نجات حاصل کرنے کے ادارے بنائے۔ ذاتی دولت استعمال کر کے کروڑوں لوگوں کو مرنے سے بچا لیا۔ شاہد آپکے علم میں نہ ہو کہ دنیا میں ملیریا سے مرنے والوں کی تعداد، پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں مرنے والوں سے زیادہ ہے۔ افریقہ میں فینی نے لوگوں کو مجھشوں سے پیدا کی گئی بیماری سے بچا کر مکمال احسان کیا۔ پوری دنیا میں اس نے مختلف ملکوں میں لوگوں کی بہبود کیلئے ایک ہزار عمارتیں اور نظام بنائے۔ ایک بھی عمارت پر فینی کا نام نہیں لکھا گیا۔ کسی کے علم میں ہتھیں ہے کہ جس عمارت میں فلاجی ادارہ کام کر رہا ہے، وہ دراصل کس انسان کا تحفہ ہے۔ فینی آج بھی زندہ ہے۔ اسکے پاس ذاتی گاڑی نہیں ہے۔ سفر کرتے وقت وہ اکانومی کلاس میں سفر کرتا ہے۔ بنس کلاس میں پوری عمر سفر نہیں کیا۔ نیویارک کے درمیانے درجے کے ڈھابوں سے کھانا کھاتا ہے۔ ٹرین میں عام لوگوں کی طرح سفر کر رہا ہے۔ اسکی زندگی کا سنہرہ اصول قائم ہے۔ نیکی کو ذاتی تشویح کیلئے استعمال نہ کرو۔

اپنے ملک کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے چارلس فینی جیسے لوگ بالکل نظر نہیں آتے۔ یا شائد بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔ اسکے ماؤل

سے مقتضائی ڈونلڈ ٹرمپ جیسے ذاتی شہرت کے اسی لوگ ہر طرف نظر آتے ہیں۔ پاکستان کے پہلے ایک سودو لوت مندر تین خاندانوں کی لسٹ بنائیے۔ ایک بھی گھرانہ ایسا نظر نہیں آیا، جس نے اپنی پوری دولت خیرات کر دی ہو۔ مکمل اثاثوں کی کیابات کرنی۔ کسی نے اپنے پیسوں کا ایک چوتھائی حصہ بھی دان نہیں کیا۔ ان امیر ترین خاندانوں میں جائز دولت کی موجودگی کی تو خیر توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ مگر انہوں نے ایک بھی ہسپتال، ایک بھی یونیورسٹی یا ایک بھی ایسا ادارہ نہیں بنایا جہاں لوگوں کو مفت سہولیات مل رہی ہوں۔ اگر کوئی نام کا ٹرسٹ، ہسپتال یا ادارہ بنائی دیا ہے تو وہ مزید دولت کمانے کا ذریعہ ہے یا شائد کا لادھن، سفید کرنے کے کام آتا ہے۔ اس کام میں سیاسی اور غیر سیاسی گھرانے بالکل ایک جیسے ہیں۔ عملی طور پر ان کا طرزِ عمل مکمل طور پر یکساں ہے۔ اگر کوئی نیک کام اتفاقاً ہو بھی جائے تو اس کا ڈھنڈ و را اس طرح پیٹا جاتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ ادنیٰ قوم کے امیر ترین لوگ، اپنے پیسوں کو صرف اپنے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہاں، ایک اور نکتہ، ہمارے ہاں متعدد پرائیویٹ ادارے ہیں جو فلاہی کاموں کا ٹھیک یا غلط دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ ان کا عملی کام جو بھی ہو، وہ فوری طور پر شہرت حاصل کرنے کیلئے کسی وزیر اعلیٰ یا کسی بھی سیاستدان کی گود میں بیٹھ جاتے ہیں۔ انکی سربراہی میں اپنے فنکشن کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ اخبار نویسوں کو فرمائشی انٹرویو دیتے ہیں۔ غیر ممالک سے دادمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذہنی طور پر ان مفلسی انسانوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اپنی نیکی کو ظاہر نہ کرے۔ رازداری سے فلاہی کاموں کی لائن لگاتا جائے۔ مگر نہیں، یہ تو کام کرتے ہی شہرت کیلئے ہیں۔ میرے نزدیک انکی شہرت اور بدنامی بالکل یکساں ہے۔ کیونکہ تھوڑے عرصے بعد یہ حکومت سے پیسے لینے شروع کر دیتے ہیں۔

چارلس فینی نے ساری زندگی ایسا کچھ نہیں کیا۔ مگر دنیا میں امراء کے میگزین "فوربس" نے فینی کا جہاں ڈاپھوڑ دیا۔ اس نے دنیا کو بتا دیا کہ یہ ہے وہ شخص جس نے آٹھ بلین ڈالر خیرات کر دیے اور کسی کو کانوں کا نخبر نہ ہونے دی۔ اس رازداری کی وجہ سے فوربس میگزین نے فینی کو خیوں کا جیز بانڈ قرار دیدیا۔ بے نام سانیک آدمی یا شائد بے نام سافر شہ۔

راوٰ منظر حیات